فقہی احکام کی درجاتی تعیین کے اصول

تحریر: محمد اسلم، اسسٹنٹ پروفیسر، ساہیوال

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ انہوں نے اس ارشاد باری یعنی فعل امر کی تعمیل کی اور سرخرو ہوئے۔ ابلیس نے پہلے انکار اور پھر اصرار کیا، نتیجۃً وہ مردود ٹھہرا(۱)

بعدازاں حضرت حوا کی تخلیق ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام و حوا دونوں کو حکم ہوا کہ جنت میں سکونت اختیار کرو۔ مگر اس درخت کے قریب نہ جاؤ۔ مگر وہ اس فعل نہی پر پورا نہ اتر سکے۔ جس کی وجہ سے انہیں سرزنش ہوئی۔ پھر توبہ واستغفار پر معافی مل گئی(۲) اس طرح انسان کی دونوں صنفیں وجود میں آنے کے ساتھ احکام کی دونوں صنفیں یعنی فعل امر اور فعل نہی وجود میں آگئے اور ان کی درجاتی حیثیت بھی معلوم ہو گئی۔ پھر تکبر واصرار اور توبہ کا فرق بھی واضح ہو گیا۔

امر کے معنی حکم دینے کے ہیں۔ آمر کی شان بہرحال مامور سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ امر کا اصل اصول یہی ہے کہ مخاطب کو بر سبیل استعلاء کسی کام کا حکم دیا جائے۔ تاہم بعض اوقات امر کے صیغہ سے محض حکم ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ مجازاً دوسرے فوائد یعنی اباحت، تہدید وغیرہ بھی مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً کلوا واشربوا۔ یہ فعل امر اباحت کیلئے ہے۔(۳)

نہی کی حقیقت تحریم ہے۔ جس کے ذریعہ مخاطب کو روکنا مقصود ہوتا ہے۔ باقی اصول وہی ہیں جو امر میں بیان ہو چکے ہیں۔ نیز جس طرح فعل امر اپنے اصل سے متجاوز ہو کر دوسرے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح نہی کا اصول سے مثلاً: ربنالا تؤاخذنا ان سینا" یہ فعل نہی ہے۔ مگر دعا کیلئے ہے۔(۴)

فعل امر کی مزید وضاحت ذبح گائے کے اس واقعہ سے ہوتی ہے جس میں بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ قاتل معلوم کرنے کیلئے گائے ذبح کریں۔ اس کی تشریح میں ابوعبداللہ قرطبی لکھتے ہیں:

هذا يدل على ان مقتضى الامر الوجوب كما تقوله الفقهاء. وهوا لصحيح

علی ماهر مذکور فی اصول الفقه. وعلی ان الامر علی الفور . وهو مذهب اکثرالفقهاء(٥)

یہ اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔ جیسا کہ فقہا کا قول ہے۔ یہی مسلک صحیح ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ کی کتب میں مذکور ہے۔ نیز فعل امر فوراً کرنے کیلئے ہوتا ہے اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

احکام کی وجوبی ولزومی حیثیت بیان کرنے کے لئے قرآن نے مختلف الفاظ اور انداز اختیار کئے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن بنیادی طور پر قانون کی کتاب نہیں۔ بلکہ رشدوہدایت اور وعظ و تذکیر کی کتاب ہے۔ جس میں احکام بیان کرنے کیلئے کہیں ترغیب و ترہیب ، وعدہ وعید اور اخبار و قصص کا اسلوب ہے۔ کہیں الفاظ و حروف کا تنوع ہے۔ اور کہیں انشائی وخبری جملوں کی بندشیں ہیں۔ چونکہ اندازبیان میں تفاوت ہے۔ اس لئے نصوص کو سمجھنا اور مرتبہ کے اعتبار سے احکام کی درجہ بندی کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔

بہرحال درجاتی اعتبار سے احکام کی گیارہ قسمیں ہیں۔ جس کی تعریفات و مراتب درج ذیل ہیں۔

فرض: ماثبت بدلیل قطعی لاشبۃ فیہ وحکمہ لزوم العمل بہ والاعتقادبہ(٦)

فرض وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو۔ اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔ اس پر عمل کرنا اور عقیدہ رکھنالازمی ہے۔

مثلاً عقائد ، عبادات یعنی نماز ، روزہ وغیرہ

(۲)واجب: ماثبت بدلیل فیہ شبھۃ کالایۃ المؤولۃ و الصحیح من الاحاد(٧)

واجب وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ موجود ہو۔ جیسے تاویل شدہ آیت اور خبر واحد۔

یہ قسم عمل میں فرض کی طرح اور اعتقاد میں نفل کی طرح ہے۔ مثلاً وترکی نماز، نماز میں سورۃ فاتحہ ۔ نیز اس جگہ یہ بات یاد رہے کہ امام شافعی ، فرض اور واجب میں فرق نہیں

کرتے(۸)

(۳)سنت : السنته نوعان . سنة الهدی وترکها یوجب اساءة وکراهیةً.(۹)

سنت کی دو قسمیں ہیں۔ سنت ہدایت اس کا چھوڑنا برا اور مکروہ ہے۔

اس کو سنت مؤکدہ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً نماز کی جماعت، اذان، اقامت وغیرہ۔

(۴)سنت غیرمؤکدہ: سنة الزوائد وترکها لا یوجب ذالک کسنن النبیفی لباسه وقیامه(۱۰)

سنت غیر مؤکدہ یعنی سنت زائد۔ اس کا چھوڑنا برا نہیں۔ جیسے لباس پہننے اور کھڑے ہونے میں حضور کے طریقے۔

یعنی سنت کی پہلی قسم کو سنت مؤکدہ اور دوسری قسم کو غیر مؤکدہ کہتے ہیں۔ دوسری قسم نفل کے قریب ہے۔

(۵)نفل: هوعبارة عماهو زیادة علی الفرائض والواجبات وحکمه ، ان یثاب المرءعلی فعله ولا یعاقب بترکه(۱۱)

نفل اس سے مراد فرض اور واجب سے زائد چیز ہے۔ اس کے کرنے پر ثواب ہے اور چھوڑنے پر گنا نہیں۔

اس قسم کو تطوع، مندوب اور مستحب بھی کہتے ہیں۔ مثلاً نفل نماز، تسبیح، ذکر وغیرہ۔

(٦)مباح: ان تساونی فعله وترکه فمباح(۱۲)

مباح وہ ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہوں۔

مثلاً خرید وفروخت۔ کھانا پینا وغیرہ۔

(۷)حرام: جس کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو یعنی شبہ سے پاک ہو۔ اس کا مرتکب فاسق اور منکر کافر ہے۔(۱۳) یعنی اس کا حکم فرض کی طرح ہے۔ مثلاً شراب، جوا، زنا وغیرہ۔

(۹.۸) مکروہ: ماھورا حج الترک فان کان الی الحرام اقرب تکون کراھةً تحریمیةً وان کان الی الحل اقرب تکون تنزیھیةً ولا یعاقب علی فعلہ. (۱۴)

مکروہ وہ ہے جس کا نہ کرنا، بہتر ہو اگر وہ حرام کے قریب ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر حلال کے قریب ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ مکروہ تنزیہی کے ارتکاب پر گناہ نہیں ہے۔
مثلاً زوال کے وقت نماز

(۱۰) مکروہ تحریمی اور تنزیہی کے درمیان ایک درجہ اساءۃ کے نام سے قائم کیا ہے (۱۵) جو سنت مؤکدہ کے مدمقابل ہے۔

۱۱۔ خلاف اولی: وہ کام جو جائز ہو مگر بہتر نہ ہو۔ اس کے ارتکاب پر گناہ نہیں ہے۔ (۱۶)

مندرجہ بالا احکام میں سے پہلے پانچ، دوسرے پانچ کے متقابل ہیں (۱۷) نقشہ درج ذیل ہے۔

طلب	افعال المکلفین کا ضابطہ یا حکم	طلب فعل	طلباحتزار
طلب جازم	قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ	فرض	حرام
طلب جازم	قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ	واجب	مکروہ تحریمی
طلب جازم	ظنی الثبوت اورقطعی الدلالۃ	واجب	مکروہ تحریمی
طلب جازم	ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ	واجب	مکروہ تحریمی
طلب تاکید	قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ	واجب	مکروہ تحریمی
طلب ترغیب	قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ	سنت مؤکدہ	اساءت
طلبترغیب	قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ	سنت غیرمؤکدہ	مکروہتنزیہی
طلبترغیب	ظنی الثبوت اور قطعی الدلالۃ	سنت غیر مؤکدہ	مکروہتنزیہی
طلب ترغیب	ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ	مستحب	خلاف اولیٰ
حرم طلب			مباح

اس سلسلے میں مزید تشریح یہ ہے کہ اہل سنت کے ہاں مسائل اور احکام اخذ کرنے کے چار ذرائع ہیں۔ قرآن، سنت، اجماع، قیاس (۱۸

۱۔ قرآن اور خبر متواتر: یہ قطعی الثبوت ہیں۔ مگر ضروری نہیں کہ ان سے ثابت شدہ تمام احکام قطعی ہوں۔ کیونکہ بہت سے احکام اشارات و کنایات کے طریق سے ثابت

ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ قطعی الدلالۃ نہیں رہتے۔ نیز تمام احکام میں طلب جازم بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے احکام کا فرض یا واجب ہونا ضروری نہیں۔ تفصیل آگے۔

۲۔سنت: اس سے مراد خبر واحد ہے جو کہ قطعی الثبوت نہیں ہوتی۔ اسی طرح قطعی الدلالۃ ہونا بھی ضروری نہیں۔ اس لئے اس سے ثابت شدہ حکم حد وجوب سے آگے نہیں بڑھتا۔

۳۔اجماع: اس کی بہت سی اقسام ہیں جو درجات کے اعتبار سے بھی متفاوت ہیں۔ اگر ثابت شدہ حکم یقینی ہو تو اس کا منکر کافر ہوگا (۱۹) اس سے مراد صحابہ کا صریح اجماع ہے۔ اجماع کی دیگر اقسام رتبے اور حکم کے لحاظ سے کم تر ہیں (۲۰)

۴۔قیاس: اگر پیش آمدہ مسئلہ قرآن، سنت اور اجماع سے معلوم نہ ہو تو ان سے معلوم شدہ علت کی بنیاد پر نئے مسئلہ میں حکم لگایا جاتا ہے۔ جس پر عمل واجب ہے۔ کیونکہ یہ چوتھا ماخذ ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ضعیف احادیث سے صرف مستحب کا ثبوت ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ان میں طلب جازم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بعض اوقات قرآنی آیات واحادیث میں بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً ارشاد باری ہے:

فاذکروا اللّٰہ کثیراً لعلکم تفلحون (۲۱)

اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح حاصل کرسکو۔

مگر اشکال یہ ہے کہ یہ کس طرح معلوم ہو کہ اس جگہ طلب جازم ہے اور اس جگہ طلب تاکید یا طلب ترغیب۔ اس مقصد کیلئے اگلی بحث ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں احکام کی لزومی حیثیت (طلب جازم) کا بیان تین انداز سے کیا ہے:

۱۔ جملہ فعلیہ خبریہ ۲۔ جملہ فعلیہ انشائیہ ۳۔ جملہ اسمیہ خبریہ

بحث نمبر ۱: کسی حکم کی فرضیت ولزومیت کا اظہار لفظ فرض اور فعل ماضی کے ساتھ کیا جائے۔ مثلاً حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

ان اللّٰہ فرض فرائض فلا تضیعوھا (۲۲)

اللہ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرو۔

قرآن سے اس کی مثال ہے۔ فریضۃ من اللہ ابو عبداللہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

ای فرض اللّٰہ فریضۃ الصدقات (۲۳)

یعنی اللہ نے صدقات کو فرض قرار دیا ہے۔

لفظ فرض کی تشریح ابو بکر اس طرح کرتے ہیں:

فالفرض فی اصل اللغۃ اشد تاثیراً من الواجب وکذالک حکمھا فی الشرع (۲۴)

لغوی اعتبار سے فرض، واجب سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ شریعت میں بھی یہی حکم ہے۔

۲۔ کتاب کا لفظ بھی فرض کے مساوی ہے۔ مثلاً ارشاد باری ہے۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم . معناہ فرض علیکم (۲۵)

تم پر روزے لکھ دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر لکھے گئے تھے اس کا معنی ہے فرض کر دیئے گئے۔

۳۔ لفظ امر وجوب کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ مثلاً ارشاد باری ہے۔

ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہالیان کو ادا کر دو۔

لفظ قضی: امر کا مفہوم دیتا ہے۔ مثلاً ارشاد باری ہے۔

وقضی ربک معناہ امر ربک وامر بالوالدین احسانا وقیل معناہ وارصی بالوالدین احسانا والمعنی واحد لان الوصیۃ امر (۲۶)

قضی ربک کے معنی ہیں تیرے رب نے حکم دیا۔ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ قضی کا معنی ہے اوصی۔ مطلب ایک ہی ہے۔ کیونکہ وصیت کا معنی بھی حکم ہے۔

۵۔ اخذ میثاق کا معنی بھی امر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابو بکر جصاص لکھتے ہیں۔

اذاخذاللّٰہ میثاق الذین) ھذا متصل بذکر الیھود فانھم امروا بالایمان بمحمد وبیان امرہ (۲۷)

(جب اللہ نے ان سے عہدلیا)اس کا تعلق یہود کے ساتھ ہے۔ کیونکہ انہیں حکم تھا کہ محمد ﷺ پر ایمان لائیں۔ اور آپ کا معاملہ بیان کریں۔

۶۔ اسی طرح لفظ حق بھی وجوب کا مفہوم دیتا ہے۔ مثلاً

(حقا علی المتقین) ولا شئی فی الفاظ الوجوب آکدمن قول القائل هذا حق علیک(۲۸)

(متقین پر حق ہے)وجوب ثابت کرنے کیلئے اس سے زیادہ مؤکد لفظ کوئی نہیں کہ قائل یہ کہے، یہ تجھ پر حق ہے۔

مندرجہ بالاالفاظ اثباتی حکم میں نہایت قطعی اور واضح ہیں۔

ممنوعہ افعال کو بیان کرنے میں مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے ہیں۔

۱۔ صریح نہی: مثلاًوینھی عن الفحشاء والمنکر بے حیائی اور برائی سے روکتا ہے۔

۲۔ صریح حرمت: مثلاً انما حرم ربی الفواحش میرے رب نے بے حیائی کو حرام قراردیا ہے۔

۳۔ عدم حلال: مثلاً لایحل لکم تمہارے لئے جائز نہیں۔

یہ الفاظ قطعی حرمت بیان کرنے میں نہایت واضح اور صریح ہیں۔

اقتران یعنی جب ایک چیز کے حکم کو دوسرے حکم کے ساتھ ملا کر بیان کیاجائے تو وہ دونوں حکم درجہ کے لحاظ سے یکساں حیثیت کے ہونگے۔ مثلاً مندرجہ ذیل آیت کی تشریح ابوبکر جصاص کے الفاظ میں یہ ہے:

(الذین یومنون باالغیب وممارزقناهم ینفیقون والذی بدل علی انالمرادالفروض منها انه تعالی قرنهاالی الصلاة المفروضه والی الایمان باالله (۳۱)

جو غیب پر ایمان لاتے ہیں ••• ہمارے دیے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں) اس سے مراد فرض صدقہ ہے کہ اللہ نے اسے فرض نماز کے ساتھ مقترن کیا ہے۔ ابوعبداللہ قرطبی نے بھی اسی انداز سے تشریح کی ہے(۳۲)

مگر اس بحث کا دوسرا رخ یہ ہے کہ خود قرطبی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

ولیس یمتنع فی الشریعة اقتران المبان المباح والواجب کلوا من ثمره اذا اثمره واتواحقه یوم مصاده احد هماباح والثانی واجب (۳۳)

شریعت میں مباح اور واجب کا اقتران ممنوع نہیں۔ پھل آوری کے وقت پھل کھاؤ اور کٹائی کے دن اس کا حق دو۔ ان میں سے ایک مباح ہے اور دوسرا واجب ہے۔ معلوم ہوا کہ اقتران سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ نیز ارشاد باری تعالی ہے

ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان (٣٤)

بے شک اللہ عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس میں عدل اور احسان کا اقتران ہے۔ مگر عدل واجب ہے اور احسان مندوب ہے۔ لہذا قطعی فیصلہ یہ ہوا کہ اقتران سے حکم میں یکسانیت ثابت نہیں ہوتی۔

بحث دوئم: جملہ فعلیہ انشائیہ

انشاء سے مراد یہ ہے کہ کسی مفہوم کو صیغہ امر یا نہی کے زریعہ ادا کیا جائے۔ چونکہ امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ جیسا کہ گزر چکا۔ لہذا صیغہ امر کے ذریعے دیئے گئے حکم پر عمل کرنا اور نہی کی صورت میں اس چیز سے باز رہنا واجب ہو گا مگر یہ تفصیل ذہن میں رہے کہ امر کا صیغہ ہمیشہ وجوب کیلئے نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات اباحت کیلئے بھی ہوتا ہے مثلاً کلوا واشربو (٣٥) کھاؤ پیو

بعض اوقات ایک ہی جملے میں ایک فعل اباحت کیلئے اور دوسرا وجوب کیلئے آجاتا ہے۔ مثلاً

کلوامن ثمرہ اذااثمر واتوا حقہ یوم حصارہ (٣٦)

پھل آوری کے وقت پھل کھاؤ اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

ایسی صورت میں قدرتی طور پر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ پھر صیغہ امر کے درجے کا تعین کس طرح کریں۔ اس سلسلے میں وضاحت یہ ہے کہ اگر ہم اپنی مجموعی زندگی میں غور کریں تو تو معلوم ہو گا کہ فعل امر ونہی کے صیغے استعمال کرنے والے کے لب و لہجے اور انداز گفتگو سے ہم اس حکم کے درجہ کا تعین کر لیتے ہیں۔ مگر کلام خداوندی چونکہ کیفیت کی اس صفت سے پاک ہے۔ لہذا محض صیغوں سے صحیح مفہوم کا تعین نہیں ہو سکتا۔ البتہ حدیث میں مختلف مقامات پر کیفیت کا وصف مل جاتا ہے۔ جس سے درجہ کا تعین ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث کا وہی مفہوم معتبر خیال کیا جاتا ہے جو صحابہ اکرام نے سمجھا ہو کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس نشیں اور مزاج شناس تھے۔

بہر حال کلام خداوندی کا صحیح مفہوم متعین کرنے کیلئے اس کے سیاق و سباق داخلی و خارجی قرائن کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ چنانچہ ---

اگر وہ حکم مطلق ہے تو وجوب پر محمول ہوگا۔ کیونکہ فقہی کلیہ ہے امر وجوب کیلئے ہے۔ نیز ذبح گائے کے واقعہ میں تشریح کرتے ہوئے جصاص لکھتے ہیں:

وانہ لا یصار الی لندب الا بدلالۃ اذ لم یلحقھم الذم الا بترک الامر المطلق من غیر ذکرالوعید (۳۷)

ندب ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل ضروری ہے۔ کیونکہ انکی مذمت اسی لئے کی کہ مطلق امر پر عمل نہ کیا۔ حالانکہ وہاں کوئی وعید مذکور نہ تھی۔

لہذا قرینہ سے خالی ہونے کی صورت میں اس سے وجوب ثابت ہوگا۔ البتہ اختلاف کی گنجائش رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کا زیادہ اختلاف اسی قسم کے صیغوں میں ہوتا ہے۔ اگر وہ امر کا صیغہ وعدہ خیر کے ساتھ منسلک ہو تو لازماً وجوب کیلئے ہوگا۔ مثلاً ارشاد باری ہے۔

واذ اقرئ القرآن فاستمعوالہ وانصتوا لعلکم ترحمون. (۳۸)

جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس جگہ قرآن کو خاموشی سے سننے کا حکم وعدہ رحمت کے ساتھ مذکور ہے۔

اگر اس انشائیہ صیغے کے ساتھ کسی قسم کی نکیر ہو تو اس سے احتراز لازم ہوگا۔ مثلاً

ولا تقربا ھزہ الشجرۃ فتکو نا من الظالمین

اس درخت کے قریب نہ جاؤ ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اس جگہ ظالمین میں شامل ہونا وعید ہے۔

اگر ممانعت کے بعد اباحت کا حکم ہو تو اس سے وجوب ثابت نہیں ہوگا۔ مثلاً

واذا حللتم فاصطادوا

جب احرام کھول لو تو شکار کرو۔ (۴۰)

البتہ بعض کے نزدیک وجوب، ندب اور اباحت تینوں کی گنجائش ہے۔

بحث سوئم: جملہ اسمیہ خبریہ

لا تعبدون الا اللہ

کی تفسیر میں صاحب مدارک لکھتے ہیں:

احبار فی معنی النھی کما تقول تذھب الی فلدن تقول لالہ کذا وکذا. تر ترینی الامر وھو ا بلغ من صریح الامر والنھی لانہ کانہ سورع الی

الامتثال وا لا نتهاء و هو يخبر عنه

یہ خبر نہی کے معنی میں ہے جیسا کہ تو کہے۔ تو فلاں کی طرف جائیگا اور اسے یہ کچھ کہے گا۔ تیرا ارادہ حکم کا ہوتا ہے۔ یہ انداز صریح امر و نہی سے زیادہ بلیغ ہے۔ یعنی گویا تعمیل میں جلدی کی گئی کہ وہ اس کے متعلق خبر دے رہا ہے۔ (۴۱)

قرآن مجید سے اس کی مثال ابو عبداللہ قرطبی کی تفسیر ہے۔

(والمطلقت يتربصن) هذا خبر والمرادالامر

(طلاق یافتہ عورتیں انتظار کریں) یہ خبر ہے اور اس سے مراد حکم ہے۔ (۴۲)

دوسری خازن کے حوالے سے ہے

والوا لدات يرضعن) امر ندب و استحباب

مائیں دودھ پلائیں (۴۳) یہ حکم استحباب کیلئے ہے

معلوم ہوا کہ اگر خبر کا یہ انداز ہو تو اس سے وجوب کا ثبوت قطعی نہیں ہو گا۔ کبھی یہ وجوب کیلئے آتا ہے کبھی ندب کیلئے

حرف جار علی: یہ بھی وجوب کیلئے آتا ہے۔ مثلاً

(ولله على الناس حج البيت) اللام فى قوله لام الايجاب والالتزام . ثم ا كده بقوله تعا لى وعلى التى هى من او كه الفاظ الو جوب عند العرب (۴۵)

اللہ کی خاطر لوگوں کے ذمہ بیت اللہ کا حج ہے۔ یہ لام لام وجوب ہے۔ پھر اس کو علی کے ساتھ مؤکد کردیا جو کہ اہل عرب کے ہاں نہایت تاکید کا لفظ ہے۔

تاہم حرف جار لام میں یہ قطعیت نہیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالی ہے

(لقد كان لكم فى رسوئل الله اسوه حسنه)

کے تحت ابو بکر لکھتے ہیں کہ لام بعض کے نزدیک وجوب کیلئے ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ ندب کیلئے ہے۔ (۴۶)

مصدر مرفوع:

عربی زبان کی یہ فصاحت ہے کہ اعراب کے ذریعہ بھی حکم کے درجہ کی تعین ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی کام کو مرفوع مصدر سے ظاہر کیا جائے تو وہ واجب ہو گا اور اگر وہ مصدر

منصوب ہو تو حکم مندوب ہو گا۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے
اذا دخلوا علیه فقالوا سلاماً. قال سلام قوم منکرون (۴۷)
جب وہ آپ پر داخل ہوئے تو سلام کہا۔ آپ نے کہا۔ سلام۔ اجنبی قوم ہے۔
چونکہ ابتداءً سلام کہنا مسنون ہے۔ لہذا مصدر منصوب ہے۔ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ لہذا مصدر مرفوع ہے۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے:
فاتبا بالمعروف) فقراءة الرفع تدل علی الوجوب. وماا المندوب الیه فئاتی منصویا (۴۸)
(اچھے طریقے سے پیروی کرو) پیش کے ساتھ پڑھنے سے وجوب ثابت ہوتا ہے اگر استحباب کا حکم ہو تو وہ زبر سے آتا ہے۔
لا: یہ حرف نفی ہے اور عربی میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ اسم پر بھی داخل ہوتا ہے اور فعل پر بھی۔ کبھی اس سے مقصود اصل کی نفی ہوتی ہے اور کبھی کمال کی نفی مراد ہوتی ہے۔ مثلاً جصاص لکھتے ہیں۔
(انهم لا ایمان لهم تعلهم ینتهون)فنفاها بدا واثبتهاثانیا لانه اراد نفی الکمال لا نفی الاصل(۴۹)
ان کا ایمان نہیں شاید وہ باز نہ آجائیں۔ پہلے ایمان کی نفی کی۔ پھر اثبات کیا۔ کیونکہ کمال کی نفی مراد تھی۔ نہ کہ اصل کی۔
اس کی دیگر مثالیں یہ ہیں۔
لا دین لمن لا عهدله. لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه وغیره
بعض اوقات اصل کی نفی ہوتی ہے۔ بظاہر خبر ہوتی ہے مگر دراصل فعل نہی کا مفہوم ہوتا ہے ہے۔ مثلاً
فلارفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج)
وان کان ظاهره الخبر فهو نهی عن هذه الافعال(۵۰)
اگر دو خبریں متضاد ہوں۔ ایک مثبت ہو۔ دوسری منفی تو مثبت کو ترجیح ہو گی(۵۱)
اگر دو خبریں متضاد ہوں۔ ایک اباحت کی ہو دوسری ممانعت کی تو ممانعت کی خبر کو ترجیح ہو گی(۵۲)

بحث چہارم قرینہ

چونکہ بہت سے انسانی اور اخباری جملوں سے ادا شدہ احکام کی درجاتی تعیین میں قرائن کی ضرورت ہے۔ لہذا مختصراً اس کی بحث کی جاتی ہے۔ جو کہ دراصل جلال الدین سیوطی نے عزالدین سے نقل کی ہے۔

"ہر ایسا فعل کہ شرع نے اس کے کرنے والے کی عظمت یا مدح کی ہو۔ یا اس کے فاعل کی قسم کھائی ہو۔ یا ثواب ومعافی کا وعدہ ہو یا کوئی بشارت دی ہو۔ ولایت کا سبب بتایا ہو یا حزن کی نفی ہو۔ تو ایسی مشروعت ثابت ہوتی ہے۔ جو وجوب اور ندب کے درمیان ہے۔

اگر شارع نے اس کی مذمت کی ہو یا اس کو خبث، بہائم، شیطان کی طرف منسوب کیا ہو۔ برائی کا ذکر ہو۔ پناہ مانگی ہو، سنگدلی اور مذاق کا سبب بتایا ہو توبہ کی دعوت ہو۔ ظلم، عدوان، اثم، ضلالت بتایا ہو۔ جنت سے محرومی لعنت یا بددعا ہو تو یہ باتیں ممنوع ہونے پر دلیل ہیں۔

جناح، حرج، اثم یا مؤاخذہ کی نفی ہو تو اباحت کی دلیل ہے(۵۳)

مثلاً سورۃ البقرہ کے ۳۹ رکوع میں قرض کی کتابت، رہن اور شہادت کے تمام احکام مستحب ہیں۔(۵۴) قرینہ یہ ہے کہ آخر میں خود ارشاد باری ہے کہ ان چیزوں سے شہادت اور عدل کا نظام بہتر ہوگا۔ اسی طرح حضور ﷺ کا فرمان ہے:

مروهم بالصلاة لسبع واضربوهم عليها لعشروليس ذالک على وجه التكليف وانماهوعلى وجه التعليم(۵۵)

سات سال کی عمر میں انہیں نماز کا حکم دو۔ دس سال کی عمر میں مارو۔ یہ حکم مکلف ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ تعلیم کے طریقے پر ہے۔

قرینہ یہ ہے ہ بچے نابالغ ہونے کی وجہ سے ابھی شرعی احکام کے مکلف ہی نہیں۔

اس تمام بحث کا تعلق بنیادی طور پر قرآن مجید کے ساتھ ہے۔ ضمنی طور پر کہیں کہیں احادیث کا حوالہ بھی آیا ہے۔ تاہم تمام قطعی الثبوت قولی احادیث پر بھی ان اصولوں کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر حضور ﷺ کا فعل قرآن کی تفسیر کے طور پر ہو تو وہ بھی وجوب پر محمول ہوگا۔ مثلاً حالت سفر میں قصری نماز(۵۶)

دفع تعارض اور درجہ بندی

بعض اوقات دلائل میں تعارض نظر آتا ہے۔ اس تعارض کو دور کرنے، ان میں تطبیق پیدا کرنے اور ترجیح دینے کے مختلف طریقے ہیں۔

۱۔ نسخ: یعنی زمانی لحاظ سے مؤخر حکم پہلے حکم کا ناسخ ہوتا ہے(۵۷)
مثلاً شراب، سود وغیرہ۔ شروع اسلام میں جائز تھے۔ بعد ازاں حرام قرار دے دیئے گئے۔

۲. العمل بالاقوی وترک الاخر واجب(۵۸)

ہر قوی پر عمل کرنا اور دوسری کو چھوڑنا ضروری ہے۔

یعنی قرآن، حدیث کی نسبت قوی ہے۔ اسی طرح حدیث، اجماع اور قیاس کی نسبت قوی ہے۔ قوی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ دلالت کے اعتبار سے قوی ہو۔ یعنی حکم کے لحاظ سے ایک ظاہر کے درجہ میں ہو اور دوسری نص کے درجہ میں ہو۔ مثلاً قبیلہ عرینیہ کے کچھ لوگ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پیو۔ دوسری حدیث میں آپ کا فرمان ہے۔ پیشاب سے بچو کیونکہ قبر کا زیادہ عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ اب پہلی حدیث سے پیشاب کا پاک ہونا اور دوسری حدیث سے ناپاک ہونا اور بچنا، دو متعارض حکم ہیں۔ یہاں دوسری حدیث کو ترجیح ہے۔ کیونکہ وہ نص ہے اور درجہ کے اعتبار سے قوی ہے(۵۹)

۳۔ اسی طرح تابع مہیا ہونے کی وجہ سے بھی حکم قوی ہوجاتا ہے مثلاً ارشاد باری ہے۔

فاقرأوماتیسر من القرآن (٦٠)

(قرآن سے جو میسر ہو اسے پڑھو)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا

(جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو)

اس طرح مقتدی کے حق میں تعارض پیدا ہوگیا کہ وہ قرآن پڑھے یا سنے۔ اب دوسری آیت کو حدیث سے تابع یعنی قوت مل گئی۔ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا۔

من کان له امام فقراة الامام قرأة له

۴۔ اگر دو حدیثیں متعارض ہوں تو صحابہ کے عمل سے حل نکالا جائے گا۔ اگر وہاں بھی

تعارض ہو تو قیاس کی طرح رجوع کریں گے۔ مثلاً صلوٰۃ الخسوف دو رکعتیں ہیں، اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہر رکعت کے اندر چار رکوع اور چار سجدے ہیں۔ اس تعارض کو حل کرنے کیلئے قیاس کی طرف رجوع کریں گے۔ یعنی دیگر نمازوں پر قیاس کرکے ایک رکوع اور دو سجدوں کا حکم لگائیں گے۔

۷۔ بعض اوقات ایک زائد وصف کی بدولت بھی تعارض کا خاتمہ کیاجاتا ہے۔ یعنی فقیہ رواۃ والی خبر واحد کو غیر فقیہ رواۃ کی خبر واحد پر ترجیح ہوگی(۶۲) مثلاً ترک رفع یدین کے معاملے میں امام ابوحنیفہ نے حضرت ابن مسعود کی روایت کو ترجیح دی کیونکہ اس کے تمام رواۃ فقیہ ہیں۔ جبکہ دوسری روایت حضرت ابن عمر سے ہے جس کے رواۃ غیر فقیہ ہیں۔

۶۔ دو حدیثوں میں تعارض کے وقت عموماً امام کرخی مثبت حدیث کو منفی حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ جبکہ امام محمد اور جمہور شوافع تعدد کو معیار ٹھہراتے ہیں(۶۳)

۷. لایکون فعل الرسول بمنزله افعلواولایلزم اعتقادالوجوب.(۶۴)

حضور اکرم ﷺ کا فعل، قول کے برابر نہیں اور اس کے وجوب کا عقیدہ رکھنا بھی ضروری نہیں۔

یعنی قولی حدیث کو فعلی حدیث پر ترجیح ہے۔ بشرطیکہ فعلی حدیث پر دوام نہ ہو۔ فعلی حدیث کے مرجوح ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں خصوصیت کا احتمال ہے۔

۸۔ اگر خبر واحد اور قیاس میں تعارض ہو اور خبر واحد کے راوی فقیہ ہوں تو اس کو ترجیح ہوگی۔ مثلاً حدیث قہقہہ۔ یعنی نماز میں بلند آواز سے قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) اس حدیث کے رواۃ فقیہ ہیں۔ لہذا خلاف قیاس ہونے کے باوجود اس کو ترجیح ہے۔ اگر راوی غیر فقیہ ہوں تو قیاس کو ترجیح۔ مثلاً حدیث مراۃ(۶۵)

۹۔ اگر تعارض دور نہ ہو تو اصل کی طرف رجوع کریں گے۔

ای تقریر کل شئی علی اصله(٦٦)

یعنی ہر چیز اپنی اصلیت پر برقرار ہوتی ہے۔

مثلاً گدھے کے جھوٹے پانی کے متعلق وسیع تعارض ہے کہ وہ پاک ہے یا ناپاک ہے۔ تو اصل کی طرف رجوع کرکے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ کیونکہ پانی اصل میں پاک ہے۔

۱۰۔ اگر دو قیاسوں میں تعارض ہو تو مجتہد غور وفکر کرکے حل کرے۔ کیونکہ قیاس کے بعد کوئی شرعی دلیل نہیں(۶۷)

حوالہ جات

۱. سورۃ البقرہ:۳۴
۲. ایضاً:۳۷
۳. سواطع القرآن:۱۴۷
۴. ایضاً
۵. الجامع احکام القرآن ،۱۰:۲۴۹
۶. اصول الشاشی:۱۰۰
۷. ایضاً
۸. توضیح تلویح،۲:۲۸۲
۹. ایضاً
۱۰. ایضاً
۱۱. اصول الشاشی:۱۰۰
۱۲. توضیح تلویح،۱:۲۲
۱۳. عمدۃ الفقہ:۹۰
۱۴. التعریفات:۱۰۰
۱۵. عمدۃ الفقہ:۹۰
۱۶. ایضاً
۱۷. ایضاً
۱۸. تسہیل الاصول:۳۴
۱۹. توضیح تلویح،۲:۵۱۲
۲۰. اصول الشاشی بحث اجماع
۲۱. سورۃ الجمعہ
۲۲. اربعین نوری
۲۳. احکام القرآن،۲:۴۱
۲۴. الجامع الاحکام القرآن،۸:۱۹۲
۲۵. ایضاً،۱:۱۶۳
۲۶. ایضاً،۳:۱۶۴
۲۷. ایضاً،۲:۳۰۴
۲۸. ایضاً،۱:۱۶

۲۹. احکام القرآن
۳۰. تاریخ التشریع الاسلامی،۳۵
۳۱. احکام القرآن،۱:۲۵
۳۲. الجامع الاحکام القرآن،۱:۱۴۹
۳۳. ایضاً،۴:۹۹
۳۴. سورۃ النحل:۹۰
۳۵. سورۃ الاعراف:۳۱
۳۶. الجامع الاحکام القرآن،۴:۹۹
۳۷. احکام القرآن للجصاص:۳۴،۱
۳۸. الاتقان فی علوم القرآن،۲:۳۲۵
۳۹. الجامع الاحکام القرآن،۱:۳۰۶
۴۰. احکام القرآن للجصاص،۱:۲۳۲
۴۱. اصول بزدوی:۲۲
۴۲. مدارک،۱۱:۶۱
۴۳. الجامع الاحکام القرآن،۳:۱۱۲
۴۴. تفسیر خازن،۱:۱۵۹
۴۵. الجامع الاحکام القرآن للقرطبی،۴:۱۴۲
۴۶. احکام القرآن،۳:۳۵۵
۴۷. الاتقان فی علوم القرآن :۳۲۵
۴۸. الجامع الاحکام القرآن للقرطبی،۲:۲۵۵
۴۹. احکام القرآن للجصاص،۱:۲۳
۵۰. احکام القرآن للجصاص،۱:۳۰۹
۵۱. ایضاً:۲۶۶
۵۲. ایضاً:۲۳۹
۵۳. الاتقان فی علوم القرآن (مترجم اردو)۲:۳۲۴
۵۴. احکام القرآن للجصاص:۱،۴۸۲
۵۵. ایضاً:۱،۱۹۶
۵۶. احکام القرآن للجصاص:۱،۲۳۹
۵۷. نورالانوار:۱۹۴
۵۸. توضیح تلویح،۲:۶۴۲
۵۹. اصول الشاشی
۶۰. نورالانوار:۱۹۴

۶۱. ایضاً
۶۲. توضیح تلویح،۲: ۶۴۲
۶۳. نورالانوار: ۱۹۷
۶۴. اصول الشاشی: ۳۱
۶۵. اصول الشاشی ، خبر واحد کی بحث
۶۶. نورالانوار: ۱۹۴
۶۷. اصول الشاشی ، اجتہاد کی بحث

کتابیات

۱.	بزدوی علی بن محمد	اصول الفقہ	شیخ نورمحمدکارخانہ تجارت‌کراچی
۲.	تفتازانی سعد الدین	التوضیح والتلویح	اصح المطابع کراچی
۳.	جرجانی میر سید شریف	التعریفات	انتشارات، ناصرخسروطہران
۴.	الجصاص‌ابوبکراحمدبن‌علی‌الرازی	احکام القرآن	بیروت
۵.	خضری علامہ محمد الخضری	تاریخ النشریع الاسلامی	نیشنل‌بک فاؤنڈیشن اسلام‌آباد
۶.	زوارحسین	عمدۃ الفقہ	ادارہ‌مجددیہ ناظم‌آباد۳کراچی
۷.	سید احمد	سواطع القرآن	مطبوعہ دہلی بلاتاریخ
۸.	سیوطی جلال الدین	الاتقان فی علوم القرآن	ادارہ‌اسلامیات‌لاہورطبع اول
۹.	شاہ ولی اللہ	حجۃ اللہ‌البالغہ	سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۴
۱۰.	شیخ عبدالرحمن	تسہیل الاصول	ادارۃ الصدیق ملتان
۱۱.	قرطبی‌ابوعبداللہ‌محمدبن احمد	الجامع الاحکام القرآن	قاہرہ۱۹۶۷
۱۲.	نسفی‌عبداللہ‌بن احمدبن‌محمود	تفسیر النسفی(مدارک)	داراحیاء کتب العربی
۱۳.	نظام الدین	اصول الشاشی	مکتبہ امدادیہ ملتان
۱۴.	ملا جیون شیخ احمد	نورالانوار	کتب خانہ رشیدیہ دہلی
۱۵.	مفتی محمد شفیع	معارف القرآن	ادارۃ المعارف کراچی